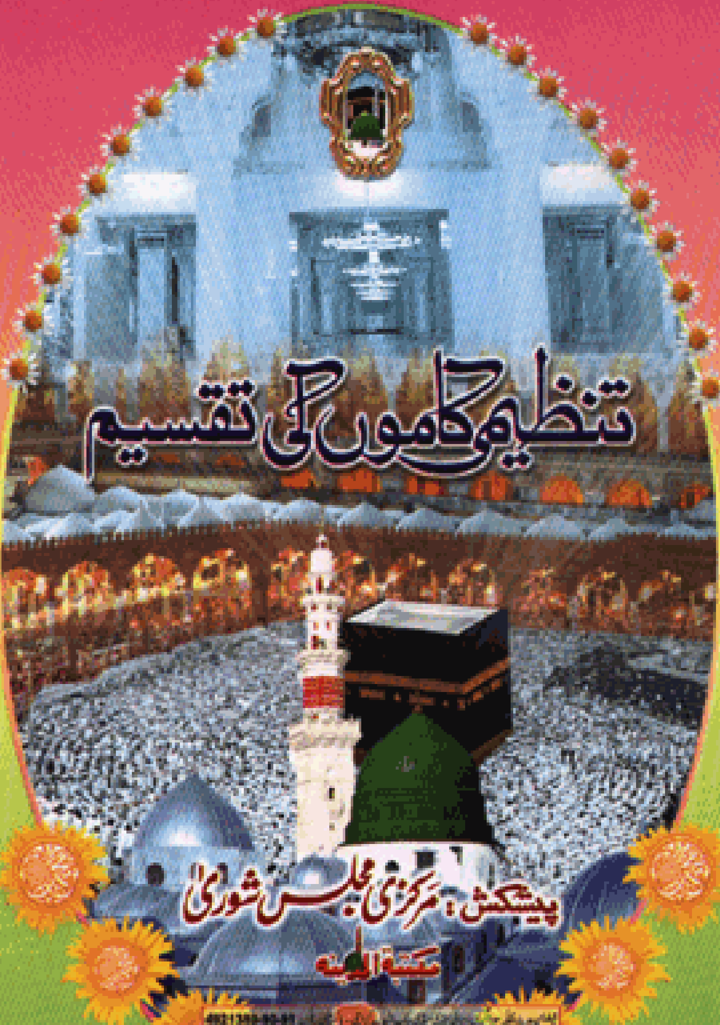

تنظیمی کاموں کی تقسیم

پیشکش: مرکزی مجلسِ شوریٰ

مکتبۃ المدینہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

تاریخ: ۲۱ ذیقعد ۱۴۲۵ھ　　حوالہ: ۹۰

تصدیق نامہ

الحمدللّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین

وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

تنظیمی کاموں کی تقسیم

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے۔

البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس

تفتیشِ کتب و رسائل

03-01-2005

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

دُرُود شریف کی فضیلت

مجھ پر دُرود شریف پڑھ کر اپنی مجلس آراستہ کرو کہ تمہارا درودِ پاک پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لئے نور ہوگا۔

(فردوس الاخبار رقم الحدیث ۳۱۴۸ ج ۳ ص ۲۱۷ ط. دار الکتاب العربی بیروت

صلّوا علی الحبیب! صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

کام کی مبارَک تقسیم

ایک مرتبہ کسی سفر میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے بکری ذَبح کرنے کا ارادہ کیا اور کام تقسیم کرلیا۔ کسی نے اپنے ذِمّہ ذَبح کا کام لیا تو کسی نے کھال اُدھیڑنے کا، نیز کوئی پکانے کا ذِمّہ دار ہوگیا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لکڑیاں جمع کرنا میرے ذِمے ہے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان عرض گزار ہوئے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بھی ہم ہی کرلیں گے۔ فرمایا، یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ آپ حضرات بخوشی کرلیں گے۔ مگر مجھے یہ پسند نہیں کہ آپ لوگوں میں نمایاں رہوں اور اللہ عزوجل بھی اِس کو پسند نہیں فرماتا۔

(اتحاف السادۃ المتقین ج ۸ ص ۲۱۰ دار الکتب العلمیہ بیروت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے پیارے آقا، مَدَنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے کتنے پیارے انداز میں کام تقسیم کرلیا کہ جہاں بھر کے لوگ ایسی مثال پیش نہیں کرسکتے اور یہ سب مَدَنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارَک تربیّت کا اثر تھا کہ یہ انداز ان (صحابۂ کرام علیہم الرضوان) کی مستقل طبیعت بن گیا تھا۔ ہجرت کا سفر ہو یا حج کا موقع، غزوات و سرایا ہوں یا دعوتِ اسلام عام کرنے کے لئے راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے مَدَنی قافِلے، وہ ہمیشہ اپنے امور بحسبِ صلاحیت آپس میں تقسیم فرمالیا کرتے اور ہر ایک اسلام کی پُر خلوص و بے لوث خدمت کیلئے خود کو پیش کرکے اپنی ذِمہ داری بااحسن وجوہ سرانجام دینے کی بھرپور سعی کرتا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی عاجزی اختیار فرماتے ہوئے اپنے غلاموں کی حوصلہ افزائی کے لئے عمل طور پر ان امور میں شرکت فرمایا کرتے جیسا کہ حدیثِ بالا میں بھی مذکور ہے۔ اِس طرح رہتی دنیا تک کیلئے ہمیں کیسا عمدہ لائحہ عمل عطا فرمادیا گیا کہ حتَّی الِامکان ہر کام تقسیم کاری کے ذَرِیعے کیا جائے۔ جو جس کام کی صلاحیت ولیاقت رکھتا ہوا اس میں خدمات سرانجام دے اور یہی طریقۂ کار فطری نظام سے زِیادہ قریب ہے۔ مثلاً جسمانی نظامہائے انسان ہی کو لے لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ اور قدرتِ کاملہ سے انسانی جسم میں بیک وقت

نظامِ انہضام، نظامِ تنفّس، نظامِ اعصاب اور نظامِ اخراج وغیرہ کے تحت بہت سے تخریبی وتعمیری معاملات ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ہر نظام مخصوص اعضاء کی مخصوص کارکردگیوں پر مشتمل تقسیمِ کار کا ایک لاجواب نمونہ ہے۔

شہد کی تیّاری اور تقسیم کاری

مل جُل کر تقسیم کاری (Distribution) کے ذریعے کام کرنے کی ایک بہترین مثال شہد کی تیاری کے سلسلے میں مکھیوں کی تگ ودو ہے۔ کثیر فوائد کا حامل شہد ہمارے لئے اللہ عزوجل کی بہت بڑی نعمت ہے۔ مگر اس کی تیاری ایک بے حد محنت طلب، صبر آزما اور مشکل معاملہ ہے۔ معلومات کے مطابق تقریباً نصف کلوگرام شہد تیار کرنے کے لئے شہد کی مکھیوں کو بعض اوقات مجموعی طور پر تین لاکھ میل کا سفر طے کرنا ہوتا ہے۔ ایک مکھی کی عمر چند ماہ سے زِیادہ نہیں ہوتی لہٰذا اگر ایک مکھی اگر چاہے کہ وہ تنہا ایک پونڈ شہد تیار کرلے تو زندگی بھر کی کوششوں کے باوجود بھی وہ ایسا نہیں کرسکتی لیکن جب بہت ساری مکھیاں مل جل کر اپنی اپنی ذِمہ داری نبھاتے ہوئے یہ کام کرتی ہیں تو کم وقت میں ایک بڑی مقدار میں شہد تیار ہو جاتا ہے۔

لنگڑا اور اندھا

اس طرح تقسیم کاری (Distribution) میں ایک دوسرے کی صلاحیت سے مستفید ہونے کے بھی بہترین مواقع نصیب ہوتے ہیں جیسا کہ حکایت مشہور ہے کہ ایک عمارت میں آگ لگ گئی۔ لوگ اپنی اپنی جانیں بچا کر وہاں سے نکلنے لگے۔ اس عمارت میں دو معذور افراد بھی تھے جن میں سے ایک لنگڑا اور دوسرا اندھا تھا۔ دونوں نے اپنی کمزوریوں سے مفاہمت کرتے ہوئے جانیں بچانے کے لئے بڑی انوکھی ترکیب سے کام لیا چنانچہ اندھے نے اپنے کندھے پر سوار کرلیا اور لنگڑا اندھے کی رہنمائی کرنے لگا۔ یوں وہ دونوں ہی آگ سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔

آگ بجھ گئی

دوسری طرف آگ بجھانے والے عملے کا ایک فرد پانی کی سپلائی کا والو (Valve) (یعنی پائپ) سنبھالے ہوئے ہے، ایک سیڑھی پر چڑھ کر پانی کا چھڑکاؤ کررہا ہے اور ایک مزید پانی کے لئے اس طرح بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اس طرح تقسیمِ کار کی مدد سے اجتماعی کوشش کے ذَریعے ایک خطرناک آگ پر قابو پا کر بہت سی قیمتی جانیں اور بیش قیمت اموال بچالئے گئے۔ یونہی زندگی کے کسی بھی شعبے (Department) میں دیکھ لیجئے، حکومتی محکموں (Government Departments) سے لیکر پرائیوٹ اداروں (Private Institutes) تک جہاں بھی تقسیم کار پایا جائے گا اس کے فوائد نمایاں ہونگے۔

دعوتِ اسلامی کو تقسیم کار کی ضرورت ہے

الغرض کوئی بھی ادارہ کارخانہ (Factory) یا تنظیم ہو، جہاں بھی بڑی تعداد میں لوگ کام کرتے ہیں وہاں تقسیمِ کار کی ضرورت ہوتی ہے۔لہٰذا ہماری چہیتی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' (جس کا مَدَنی کام تادمِ تحریر دنیا کے 55 مُمالک کے لاکھوں مسلمانوں میں پھیل چکا ہے) کو بھی تقسیم کار کی ضرورت ہے۔تقسیم کار کے ذریعے ہم دعوتِ اسلامی کے تمام مَدَنی کام احسن، سہل اور منظم انداز میں کرسکتے ہیں، کم وقت میں مطلوبہ نتائج حاصل کر کے اپنا کام تیز تر کرتے ہوئے زِیادہ سے زِیادہ علاقوں میں اسلام کا یہ مَدَنی پیغام عام کرسکتے ہیں، کثیر تعداد میں نئے اسلامی بھائی تربیّت و تجربہ حاصل کر کے ذِمہ داران کے نعم البدل بن سکتے ہیں نیز احکامات کی بروقت ترسیل اور کارکردگی لینے کی مضبوط ترکیب بھی تقسیمِ کار کی مرہونِ منت ہے۔

تقسیمِ کار کی بہترین تصویر

الحمدللہ تعالیٰ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کے سنّتوں کی تربیّت کیلئے راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے مدنی قافلے تقسیم کار اور نعم البدل کی تیاری کی بہترین تصویر پیش کرتے ہیں مثلاً صبح کا مَدَنی مشورہ ہی لے لیجئے جس میں امیرِ قافلہ شرکاءِ قافلہ میں ڈبل بارہ گھنٹوں کے کام تقسیم کردیتے ہیں کہ کون کس وقت درس یا بیان کرے گا، کون کس نماز کے بعد اعلان کرے گا اور کھانے اور مسجد وغیرہ کی خیر خواہی کون کرے گا۔اس سے فوائد ہاتھوں ہاتھ سامنے آنے لگتے ہیں اور مَدَنی قافلے میں سفر کی برکت سے جو درس دینا نہیں جانتے وہ معلم بن جاتے ہیں اور اعلان کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں اور پہلے سے یہ صلاحیت رکھنے والے مبلّغ بن جاتے ہیں۔جو کسی سے بات کرنے کی لیاقت وہمّت نہیں رکھتے نیکی کی دعوت دینے والے انفرادی کوشش کرنے والے بن جاتے ہیں۔اسی طرح علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت بھی اعلیٰ درجے کی تقسیمِ کار پر مشتمل ہے۔جس کی بَرَکتوں سے بھی ہر سمجھدار باشعور اسلامی بھائی خوب آگاہ ہے۔

نفسِ جاہ پسند

ان تمام مثالوں اور فوائد سے تقسیم کی اہمیّت سمجھ جانے کے باوُجود ہوسکتا ہے کہ جاہ پسند نفسِ بد اس میں رکاوٹ بنے کیونکہ نفس اِنفرادیت کی خواہش کا خُوگر ہے جیسا کہ سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں کہ ''ہر انسان (کا نفس) بالطّبع کمال میں منفرد ہونے کو پسند کرتا ہے۔'' اس انفرادیت کی خاطر وہ اپنے مرتبہ ومنزلت کے اعتقاد کے ساتھ لوگوں کے دل مسخر کرنے اور اپنی شہرت قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے جسے ''حبِ جاہ'' کا نام دیا گیا ہے۔مگر کام تقسیم کرنے میں نفس کیلئے مشکل یہ ہے کہ کسی شخصیت کی انفرادیت قائم نہیں رہتی۔یہی وجہ ہے کہ جس شخص کا منفرد ہونے کا مزاج بن جاتا ہے وہ تقسیمِ کار کے عمل پر پورا نہیں اُترتا، اگر بظاہر وہ تقسیم کا اندازِ اختیار کر بھی لے جب بھی اپنی شخصیت کو نمایاں رکھتا ہے۔اسے اس بات کا خوف رہتا

ہے کہ کہیں کوئی دوسری شخصیت اوپر آکر میری انفرادیت وشہرت اور مرتبہ ومنزلت ختم نہ کردے۔ پھر وہ اپنی اس جھوٹی انفرادیت و شہرت اور مرتبہ ومنزلت قائم رکھنے کی ہوس میں ظلم پر اُتر آتا اپنی برتری ثابت کرنے اور ماتحت اسلامی بھائیوں کو کمتر اور نیچا دِکھانے کے لئے نت نئے انداز اختیار کرتا، طرح طرح کی چالیں چلتا اور اس کوشش میں دینی نقصان کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ ایسا اسلامی بھائی چاہتا ہے کہ لوگ اور ذِمے داران صرف اسے ہی جانیں پہچانیں، اس کی تعریف کریں اور ان کی نظر میں اسی کی اہمیّت ووقعت قائم ہو۔ اس کے ماتحت جو عمدہ کام کریں انہیں بھی اپنی طرف منسوب کرلیتا ہے۔ اس کے اس منفی رویے سے اس کے ساتھ مَدَنی کام کرنے والے اسلامی بھائیوں کے حوصلے پست ہوجاتے، بے اعتمادی کا ماحول پیدا ہوتا، دِلوں میں بغض وکینہ راہ پاتا، مخالفتوں کا بازار گرم ہوتا اور بدنظمی کا شکار ہوکر برسوں کی کوشش سے پروان چڑھنے والا مدنی کام دِنوں میں برباد ہوجاتا ہے۔

حرصِ جاہ و مال کی تباہی

صادِق ومصدُوق رسول، مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ صدق نشان ہے، ’’دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے کسی ریوڑ پر چھوڑے جائیں اس ریوڑ میں اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنی آدمی کی مرتبے ومال کی حرص اس کا دین تباہ کردیتی ہے۔‘‘

(الجامع الصغیر للسیوطی علیہ رحمۃ، رقم الحدیث ۷۹۰۸ ص ۴۸۳ط. دارالکتب العلمیہ بیروت)

ایک حدیث شریف میں ہے ’’مال ومرتبے کی محبت دل میں اس طرح منافقت پیدا کردیتی ہے جس طرح پانی سبزہ اُگاتا ہے۔‘‘ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۹۴ ط، دارالفکر بیروت) کاش کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رِضا وخوشنودی کا حریص، اِخلاص، عاجزی اور استقامت کا پیکر بنا کر مرتبے ومال کی حرص ومحبت، دنیا کی جھوٹی عزّت کی وقعت اور خواہشِ تعریف وشہرت ہمارے دِلوں سے نکال دے کہ ان بُری صفتوں میں ہمارے قلوب کی خرابی اور آخرت کی بربادی ہے۔ جیسا کہ

شہرت کی ہلاکت خیزی

حضرتِ سیِّدُنا بشر علیہ رحمۃ فرماتے ہیں، ’’جو شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ لوگوں میں مشہور ہو وہ آخرت کی حلاوت نہیں پاسکتا۔‘‘ (احیاء العلوم ج۳ ص ۲۹۳، دارالفکر بیروت) اِسی طرح شہرت کی اس خواہش بد میں دِین وایمان کی تباہی اور دوجہاں کی ذِلّت ورسوائی کا بھی شدید اندیشہ ہے۔ چُنانچہ یہی حضرتِ سیِّدُنا بشر علیہ رحمۃ فرماتے ہیں کہ ’’میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو شہرت چاہتا ہو اور اس کا دین تباہ اور خود ذلیل ورُسوا نہ ہوا ہو۔‘‘ (ایضاً)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ’’آدمی کی بُرائی کے لئے یہی کافی ہے کہ لوگ اس کے دین یا دُنیا کے حوالے سے اس کی طرف اُنگلیوں سے اشارہ کریں مگر جس کو اللہ عزوجل محفوظ رکھے، بے شک اللہ عزوجل تمہاری

صورتوں کی طرف نظر نہیں فرماتا بلکہ تمہارے قلوب و اعمال ملاحظہ فرماتا ہے۔" (ایضاً ص ۲۹۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! ان روایات سے پتہ چلا کہ شہرت کے حصول کی خواہش و کوشش سے احتراز ہی میں عافیت ہے کیونکہ اس کے شر سے بچنا بے حد دشوار ہے مگر جس کو اللہ عزّوجلّ محفوظ فرمائے اور ہم کمزوروں کے لئے تو گمنامی و عدمِ شہرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے۔

گمنامی نعمت ہے

حضرتِ سیّدُنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر جو انعامات فرمائے ہیں ان میں سے بعض کے بارے میں فرمائے گا، کیا میں نے تم پر انعام نہ کیا؟ میں نے تمہیں چھپائے نہ رکھا؟ کیا میں نے تمہارا ذِکر پوشیدہ نہ رکھا؟ (ایضاً ص ۲۹۳)

شہرت کے نقصانات اور گمنامی کے فضائل کی وجہ سے ہمارے اَسلاف علیہم الرحمۃ گمنامی کو شہرت پر ترجیح دیا کرتے اور شہرت و مرتبہ پانے سے خوفزدہ رہتے تھے۔

ایک بار حضرتِ سیّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اِحیاءُ العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرتِ سیّدُنا حوشب علیہ رحمۃ الرب رو رہے تھے اور فرماتے تھے کہ افسوس! میرا نام جامع مسجد تک پہنچ گی۔ (احیاء العلوم ص ۲۹۳ ط، دارالفکر بیروت)

حضرتِ سیّدُنا ابراہیم بن اَدہم علیہ رحمۃ فرماتے ہیں، "دُنیا میں صِرف ایک دِن میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں وہ اس طرح کہ ایک رات میں نے شام کے کسی گاؤں کی مسجد میں گزاری اور میرے پیٹ میں تکلیف تھی، مؤذن نے مجھے پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹا اور مسجد سے نکال دیا۔ (ایضاً ۲۹۴)

سبحان اللہ عزّوجلّ! اِخلاص کے پیکر ہمارے بُزرگانِ دین علیہم رحمۃ المتین کی حُبِّ جاہ و مرتبہ سے خالی، عاجزی و انکساری والی کیسی مَدَنی سوچ ہوا کرتی تھی کہ اعلیٰ مراتب پر فائز ہونے کے باوُجود لوگوں کی جانب سے قدر ناشناسی پر بھی خوش اور تکلیف و گزند پر بھی رضامند رہتے۔ مگر آہ! ہماری قلبی بدحالی کا یہ عالم ہے کہ دنیا میں مقام و مرتبہ پانے کے حریص و خواہش مند، اپنی عزّت افزائی ہی میں خوش و خورسند اور لوگوں کی جانب سے پذیرائی ہی ہمیں محبوب و پسند ہے۔ اے کاش! ہمیں بھی بُزرگانِ دین علیہم رحمۃ المتین کی عاجزی و اخلاص پر مشتمل ایسی مبارک سوچ نصیب ہو جائے کہ اسی میں ہمارے لئے دونوں جہاں کی بھلائی ہے۔

حضرتِ سیّدُنا فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر تجھ سے ہو سکے کہ تو مشہور نہ ہو تو ایسا کر اس میں کچھ حرج نہیں کہ تو مشہور نہ ہو اور اس میں بھی کچھ حرج نہیں کہ تیری تعریف نہ کی جائے اور اس میں بھی کوئی حرج کی بات نہیں کہ تو لوگوں کے نزدیک مذموم (یعنی مذمت کیا جانے والا) ہو جبکہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمود ہو۔

وسوسہ

یہاں یہ وسوسہ پیدا ہوسکتا ہے کہ ہمارے یہی اَسلاف رحمۃ اللہ تعالیٰ جوشہرت کی مذمت فرمارہے ہیں، ان کی اپنی شہرت کے تو ہر طرف ڈنکے بج رہے ہیں۔

علاج وسوسہ

امام سیِّدُنا محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اس وسوسے کا علاج کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طلبِ شہرت مذموم ہے اور اگر اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے کسی بندے کو دین پھیلانے کے لئے بغیر طلب وتکلف کے شہرت عطا فرمادے تو یہ مذموم نہیں۔ (ایضاً ۲۹۴)

پسنجر ٹرین کا مسافر

انفرادی شخصیت بنانے والے کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی پسنجر ٹرین (Passenger Train) میں ایک مسافر کی حیثیت سے سوار ہوتا اور سفر اختیار کرتا ہے۔ اگر وہ کسی اسٹیشن پر اُتر جاتا ہے تو ٹرین رکی نہیں رہتی بلکہ آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی مسافر کیسا ہی باصلاحیت کیوں نہ ہو اس کے اُتر کر چلے جانے سے ٹرین کے سفر پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ ٹرین مسلسل چلتی رہتی ہے۔ اگر کچھ مسافر اُترتے ہیں تو دوسرے چڑھ جاتے ہیں۔ کچھ اسی انداز سے ''دعوتِ اسلامی'' (سوئے مدینہ) اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس کی ٹرین سے مشابہت اس بات کا احساس دِلاتی ہے کہ کوئی فرد اس کا جزو لاینفک نہیں کہ اس کے جانے سے ''دعوتِ اسلامی'' سلامت نہ رہے۔ بلکہ ''دعوتِ اسلامی'' کی گاڑی اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل سلامت روی سے چلتی رہے گی اگر کوئی چلتی گاڑی سے چھلانگ لگاتا ہے تو اپنا نقصان کرتا ہے نہ کہ گاڑی کا۔ لہٰذا ہر ایک اس حقیقت پر نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مَدَنی کاموں میں مصروف رکھ کر اپنی نَجات کا سامان کرے اور یہ بات بھی اپنے ذِہن میں محفوظ کرلے کہ آج جو کام وہ کررہا ہے اس کے علاوہ کوئی اور بھی کرسکتا ہے۔ لہٰذا اپنی انفرادی شخصیت بنانے کی دُھن کی وجہ سے تقسیمِ کار کے عمل کو دست طور پر نافذ نہ کرنے والا اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کرے اور اس بات کو تسلیم کرے کہ ''دعوتِ اسلامی'' محض اس کی محتاج نہیں بلکہ اس کے جانے کے بعد ایسے کئی اسلامی بھائی ہیں جو اس کا نعم البدل بن کر اس سے بہتر کارکردگی پیش کرسکتے ہیں۔ حُبِّ جاہ کے شکار ایسے اسلامی بھائی کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی خُفیہ تدبیر سے ڈرے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے کہ اس ربِّ بے نیاز عزوجل کو اس بات کی پرواہ ہی کب ہے کہ کوئی خاص شخص اس کے دین کا کام کرے۔ وہ پروردگارِ غنی وصمد عزوجل اپنے بندوں میں سے جس سے چاہتا ہے اپنے دین کی خدمت لے لیتا ہے۔ وہ اسلامی بھائی اس بات کا بھی خوف رکھے کہ اگر اس کی حُبِّ جاہ اور مرتبے کی خواہش کی وجہ سے کوئی دینی نقصان ہوگیا تو اس مُنتقمِ حقیقی عزوجل کی پکڑ بڑی شدید ہے۔

قرآنِ پاک تنبیہ فرماتا ہے۔

ان بطش ربّکَ لشدیدٌ (سورۃ البروج پ ۳۰، آیت ۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان : بیشک تیرے ربّ کی گِرفت بہت سخت ہے۔

لہٰذا آخرت کی عزّت و سربلندی کی خاطر دنیا میں برتری کی خواہش ترک کرکے تکبر و برائی اور دینی نظام میں فساد سے بچے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیشِ نظر رکھے۔

تلک الدارُ الاٰخِرۃُ نجعلھا لِلذِیْنَ لایرِدُوْنَ علوا فی الارْضِ ولافسَادًا

(سورۃ القصص پ ۲۰، آیت ۸۳)

ترجمۂ کنزالایمان : یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد۔

اس لئے ہر اسلامی بھائی عاجزی اختیار کرے اور اپنی ''دعوتِ اسلامی'' کا مخلص مبلّغ بن کر اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرے اور اخلاص کا تقاضا یہ ہے کہ تقسیمِ کار کے ذَرِیعے ماتحت اسلامی بھائیوں کو آگے لاتے ہوئے مَدَنی کام میں اِضافے اور بہتری کا سبب بنے۔

اخلاص کی پہچان کا ایک طریقہ

کسی کام میں مخلص ہونے کی مثال ہمارے علماءِ کرام یوں دیتے ہیں کہ ایک شخص کسی کنویں میں گِرے ہوئے آدمی کو نکالنے کی کوشش کررہا ہو اور اس کا مقصود اس کی جان بچانا ہو۔ اتنے میں ایک اور شخص آئے اور کسی ترکیب سے اس آدمی کو کنویں سے نکال کر اس کی جان بچالے۔ اب پہلا شخص اس پر دِل میں خوشی محسوس کرے تو سمجھ لے کہ وہ اس کنویں میں گِرے ہوئے کی جان بچانے میں مخلص تھا کیونکہ یہ مقصود تو حاصل ہوگیا خواہ کسی دوسرے کے ذَریعے ہی سہی اور اگر اس کا دل اس پر ناخوش ہو کہ دوسرے نے کیوں نکالا مجھے نکالنا تھا تو وہ سمجھ لے کہ وہ اس گرے ہوئے کی جان بچانے میں مخلص نہ تھا بلکہ اپنے نمبر بنانے اور اپنی واہ واہ کروانے کا خواہشمند تھا۔ لہٰذا ہر مبلّغ مخلصانہ کردار ادا کرے اور یہ ذِہن بنائے کہ اس کا مقصود کفر و ضلالت اور جہالت و معصیت کے کنوؤں میں گرے ہوئے بے شمار لوگوں کو ان کنوؤں سے نکالنا اور انہیں ایمان و صالحیت کے منبروں پر بٹھا کر قبر و جہنم کی آگ سے بچانا ہے۔ اب یہ مقصد خواہ اس کی اپنی ذات کی وجہ سے حاصل ہو یا تقسیمِ کار کی بَرَکت سے کسی اور مبلّغ کے ذَریعے، بہر صورت اس مَدَنی مقصد کے حصول پر نظر ہو اپنی واہ واہ اور نمبر بنانے کی خواہش ہرگز نہ ہو۔ اس بات کو مزید اس مثال سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک مبلّغ کو بینَ الاقوامی سنتوں بھرے اجتماع میں بیان کرنے کا موقع دیا گیا۔ اس کو آنے میں تاخیر ہوگئی لہٰذا نگرانِ مجلس نے دوسرے مبلّغ سے بیان کروالیا۔ پہلا مبلّغ غور کرے کہ اس کو خوشی ہورہی ہے یا غم۔ خوشی کی حالت اخلاص اور غم کی کیفیت اپنی واہ واہ

کروانے کی خواہش پر دال ہے۔ اسی طرح مدت پوری ہونے پر یا کسی بھی سبب سے ایک کی جگہ دوسرے اسلامی بھائی کو نگرانی یا ذِمہ داری دی جائے تو اب وہ اپنی قلبی کیفیت پر غور کرے اگر دل حسد اور بغض و تکبر کا شکار ہے تو جان لے کہ اخلاص نہ تھا یہی مثال کتاب لکھنے والے کی ہے اگر اس کے نام کے بجائے لکھی گئی کتاب پر دوسرے کا نام شائع ہو جائے اور وہ غم محسوس کرے تو سمجھ جائے کہ کتاب لکھنے میں اخلاص نہ تھا۔ یاد رہے ذِمہ داری پھولوں کی سیج نہیں بلکہ خار دار راہ ہے۔ دنیا میں حقوق کی ادائیگی اور آخرت میں پرسش انتہائی نازک معاملہ ہے۔

نگرانوں کے لئے دس فکر انگیز فرامینِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ ۱ تم سب نگران ہو اور تم میں ہر ایک سے اُس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۰۷)

مدینہ ۲ جو نگران اپنے ماتحتوں سے خِیانت کرے وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۵)

مدینہ ۳ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کسی رَعایا کا نگران بنایا پھر اُس نے ان کی خیر خواہی کا خیال نہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اُس پر جنّت کو حرام کرے گا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۸)

مدینہ ٤ اِنصاف کرنے والے قاضی پر قِیامت کے دِن ایک ساعت ایسی آئے گی کہ وہ تمنا کرے گا کہ کاش! وہ آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کرتا۔ (مجمعُ الزّوائد ج ۴ ص ۱۹۲)

مدینہ ۵ جو شخص دس آدمیوں پر بھی نگران ہو قِیامت کے دن اسے اس طرح لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہوگا۔ اب یا تو اس کا عدل اسے چھڑوائے گا یا اس کا ظُلم اسے عذاب میں مُبتَلا کرے گا۔ (السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۳ ص ۱۲۹)

مدینہ ٦ (**دعائے مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم**) اے اللہ! جو شخص اس اُمّت کے کسی مُعامَلے کا نگران ہے پس وہ ان سے نرمی برتے تو تُو بھی اس سے نرمی فرما اور ان پر سختی کرے تو تُو بھی اس پر سختی فرما۔ (کنزُ العُمّال ج ٦ ص ۸۰)

مدینہ ۷ اللہ تعالیٰ جس کو مسلمانوں کے اُمور میں سے کسی مُعامَلے کا نگران بنائے پس اگر وہ ان کی حاجتوں، مفلِسی اور فقر کے درمیان رکاوٹ کھڑی کردے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاجت، مفلِسی اور فقر کے سامنے رُکاوٹ کرے گا۔ (الترغیب والترھیب ج ۳ ص ۱۷۷) (آہ! آہ! آہ! جو ماتحتوں کی حاجتوں کو ارادۃً پورا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں پوری نہیں کرے گا۔)

مدینہ ۸ جو شخص رَحم نہیں کرتا، اُس پر رَحم نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر رَحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رَحم نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب البِرّ وَالصِّلۃ ص ۴۲۱)

مدینہ ۹ بے شک عنقریب حکمرانی کی خواہش کرو گے لیکن قِیامت کے دن وہ پشیمانی کا باعِث ہوگی۔ اللّٰہ کی قَسم! میں اس اَمر (یعنی حُکمرانی) پر کسی ایسے شخص کو مقرَّر نہیں کرتا جو اس کا سُوال کرے یا اس کی حِرص رکھتا ہو۔ (صحیح بخاری ج۲ ص ۱۰۵۸)

(جو وزارت، عہدہ اور نگرانی وغیرہ کیلئے بھاگ دوڑ کرتا اور عہدہ سے مَعزُولی کی صورت میں فساد کرتا ہے اس کے لئے عبرت ہی عبرت ہے۔)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ''نگران'' سے مُراد صِرف کسی مُلک یا شہر یا مذہبی یا سماجی و سیاسی تنظیم کا ذِمّہ داری نہیں۔ بلکہ عُموماً ہر شخص کسی نہ کسی حوالے سے نگران ہوتا ہے، مثلاً مُراقِب (یعنی سُپر وائزر) اپنے ماتَحت مزدوروں کا، اَفسر اپنے کلرکوں کا، امیرِ قافِلہ اپنے قافلوں کا اور ذَیلی نگروان اپنے ماتَحت اسلامی بھائیوں کا وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے معاملات ہیں کہ ان نگرانیوں سے فراغت مشکل ہے۔ بالفرض اگر کوئی تنظیمی ذمّہ داری سے مُستَعفی ہو بھی جائے تب بھی اگر شادی شدہ ہے تو اپنے بال بچّوں کا نگران ہے۔ اب وہ اگر چاہے کہ ان کی نگرانی سے گُلو خلاصی ہو تو نہیں ہو سکتی کہ یہ تو اسے شادی سے پہلے سوچنا چاہئے تھا۔ بَہَر حال ہر نگران سخت امتحان سے دوچار ہے مگر ہاں جو انصاف کرے اُس کے وارے نیارے ہیں، چُنانچہ ارشادِ رَحمت بنیاد ہے،

مدینہ ۱۰ انصاف کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں، گھر والوں اور جن کے نگران بنتے ہیں ان کے بارے میں عَدل سے کام لیتے ہیں۔ (سُنَن نسائی ج۲ ص ۳۰۲)

کامیاب مبلغ

یقیناً وہ مبلّغ کامیاب ہے جو اُونٹ کی سی اِطاعت وسادگی، زمین جیسی وسعت وعاجزی، پہاڑ کی طرح استقامت وثابت قدمی اور آسمان کی رفعت کی مثل بلند نظری رکھتے ہوئے اپنے لئے ہر ممکن طریقے سے کثیر سرمایۂ آخرت جمع کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ اس کی یہی مَدَنی سوچ رہتی ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں درج کرنے میں اس کی ذات اکیلی نہ رہے بلکہ کثیر اسلامی بھائی اس کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کے اندراج کا باعث بنیں۔ اس کے لئے اس کے پاس بہترین ذریعہ اس کے نعم البدل میں جن کی تیاری کے لئے وہ اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں میں مَدَنی کاموں کی تقسیم کاری کے ساتھ ساتھ ان کی ایسی تربیّت بھی کرتا رہتا ہے کہ وہ نہ صِرف ان ذِمے داریوں کے قابل ہو جائیں بلکہ مزید ذِمے داریوں کی صلاحیت بھی حاصل کرلیں۔ اس طرح وہ اپنے لئے ثوابِ جاریہ کے ایک نا ختم ہونے والے سلسلے کی بِنا ڈالتا چلا جاتا ہے۔ اے کاش کہ ہمارا ہر مبلّغ یہ عقلمندانہ سوچ اپنا لے اور اپنا نعم البدل تیار کرنے کی کوشش میں لگ کر مَدَنی کام میں ترقی کا باعث بن کر اپنا بھلا کرے۔

دیمک نہیں شہد کی مکھی جیسا بنیں

بعض نادان لوگ منصب پر اس انداز سے چپک جاتے ہیں جیسے لکڑی سے دیمک چپکتی ہے اور خود نہیں ہٹتی بلکہ اس قدر نقصان پہنچاتی ہے کہ وہ لکڑی جلانے کے قابل کر چھوڑتی ہے۔ یہاں وہ منصب دار دین کے کثیر نقصان کا باعث بن کر گویا اپنے لئے جہنم کی آگ کا سامان کر گزرتا ہے۔ ہمیں اسلامی بھائیوں کی وہ قسم درکار ہے جو دیمک کی طرح کسی منصب سے چپکنے والی نہ ہو بلکہ شہد کی مکھی کی طرح ہو جو اپنے مشن پر روانہ ہوتی، ہدف پر پہنچتی، اسے حاصل کرتی اور چھتے تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ مکھی پھولوں پر چپک کر نہیں بیٹھ جاتی بلکہ ان سے مطلوبہ رس حاصل کر کے لوٹ آتی اور چھتے تک پہنچا دیتی ہے۔ شہد کی مکھی کی یہ بامقصد مصروفیت ہمارے لئے بہترین مثال ہے کہ ہم بھی ذِمے داریوں اور عہدوں کے ہو کر نہ رہ جائیں بلکہ مطلوبہ مدنی فوائد حاصل کر کے اپنے عہدوں کا اختیار مدنی مرکز کے حوالے کر دیں اور ان ذمے داریوں پر دیگر اہل اسلامی بھائیوں کو مقرر ہونے دیں بلکہ کسی حکمت کے پیشِ نظر مرکز خود اگر ہمیں کسی عہدے سے علیحدہ ہونے کا اشارہ دے تو کوئی بدگمانی پالے بغیر بلاچون و چرا حکم کی تعمیل کر کے پھر سے ایک عام اسلامی بھائی کے طور پر مَدَنی کام میں شریک ہو جائیں۔

فراستِ امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کا کیا کہنا !

الحمدللہ عزَّوجل ہمارے میٹھے میٹھے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، مجدّدِ دین وملت، عاشقِ اعلیٰحضرت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادِری دامت برکاتہم العالیہ نے مَدَنی کام اپنے گرد رکھنے کے بجائے تقسیم فرمایا۔ ابتداءً ہفتہ واری اجتماع میں خود بیان فرماتے مگر آج آپ نے ہزاروں مبلغین تیار کر کے "دعوتِ اسلامی" کو عطا فرما دیئے جو ہزاروں مقامات پر بیان فرماتے ہیں۔ نیز "دعوتِ اسلامی" کے روشن مستقبل کے پیشِ نظر ایسی ہی بصیرت افروز، عاقبت خیز اور دور اندیش سوچ کے تحت مجالس و کابینات کے قِیام کا یہ پُر حکمت و خوش انجام نظام بدوام نافذ کروایا مرکزی مجلسِ شوریٰ قائم کر کے دعوتِ اسلامی کے تمام امور اس سے تفویض کر دیئے اس طرح مرکزی مجلسِ شوریٰ کو بالخصوص اور تمام دعوتِ اسلامی والوں کو بالعموم یہ مَدَنی ذِہن عطا فرمایا ہے کہ مجالس کے ذَرِیعے مدنی کام تقسیم کر کے نعم البدل تیار کریں اور مشاورتی نظام کے ذریعے اسلامی بھائیوں کی عمدہ آراء اور قابلِ قدر مشورے حاصل کر کے مدنی کام مزید آگے بڑھائیں۔ اس نظام کی مزید پائیداری، بہتر سے بہتر کارکردگی اور خود رائی و اجارہ داری کے مکمل خاتمے کیلئے ہر ایک نگران مجلس، کابینہ اور مشاورت کی مدّت بھی مقرر کر دی گئی ہے تا کہ کوئی نگران و ذِمّہ دار خود کو اس عہدے کا جُـزوِ لاَیَـنْـفَـک سمجھ کر خود غرضی و من مرضی کرتا ہوا اِجتماعی مفادات کو ٹھیس نہ پہنچا بیٹھے اور مخلص و اہل اسلامی بھائیوں کا استحصال کر کے انہیں خدمتِ اسلام سے محروم نہ کر سکے۔

تقسیم کار ونعم البدل کی تیاری کے سلسلے میں کچھ مَدَنی پھول پیشِ خدمت ہیں۔ اگر ہم نے یہ مَدَنی پھول اپنے دِلوں کے مَدَنی گلدستوں میں سجالئے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل یہ معاملہ ہمارے لئے بہت سہل وآسان ہوجائے گا۔

۱۔ اپنا یہ پختہ ذِہن بنالیجئے اوراپنے دِل کے گوشے گوشے میں یہ بات سَمو لیجئے کہ ''دعوتِ اسلامی میری ہے'' اس کا فائدہ میرافائدہ اوراس کانقصان میرانقصان ہے۔

۲۔ یہ بات بھی ذِہن میں بٹھالیں کہ جوکام میں کررہا ہوں وہ میری جگہ نہ صرف کوئی اور کرسکتا ہے بلکہ بہتر انداز میں کرسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے کسی کامحتاج نہیں وہ جس سے چاہے اپنے دین کا کام لے لے۔ہاں یہ اس کا کرم ہے کہ دعوتِ اسلامی کے ذَرِیعے وہ مجھے اسلام کی خدمت کاشرف عطافرمارہا ہے۔

۳۔ مدنی کام میں کسی ممکنہ تعطّل مثلاً آپ کی مدینے شریف حاضری، گھریلومجبوری، آفت ناگہانی یادنیا ہی سے رُخصتی وغیرہ کے پیشِ نظر دعوتِ اسلامی کے مدنی کام کومتاثر ہونے سے بچانے کیلئے نعم البدل کے طور پر ایسے اسلامی بھائی تیار رکھے جوفوراً آپ کی ذِمّہ داری سنبھال سکیں۔حضرتِ سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہِ طور پر تشریف لے جانے سے پہلے حضرتِ سیدنا ہارون علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کواپنا نائب مقرر فرمایا چنانچہ قرآنِ پاک میں ہے،

وَقَالَ مُوسیٰ لِاَخِیْہِ ھٰرُوْنَ اخْلُفْنِی فِی قَوْمِی وَاَصْلِحْ وَلَاتَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْن

ترجمۂ کنزالایمان : اورموسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا، میری قوم پر میرے نائب رہنااوراصلاح کرنا اورفسادیوں کی راہ کودخل نہ دینا۔ (سورۃ الاعراف، پ ۹ آیت ۱۴۲)

۴۔ حتی الامکان ہراہم کام اپنے نگران اور ماتحت اسلامی بھائیوں کواعتماد میں لے کران کے مشورے سے کریں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! ہم نے ایسا ذِہن بنالیا تواس کی بَرَکت سے جہاں ہماراماتحت اسلامی بھائیوں سے عدمِ توجہی اور حوصلہ شکنی پر مبنی رویہ مثبت رویہ میں بدل جائے گا وہاں کسی اسلامی بھائی کے اوپر آنے کی وجہ سے اپنی شخصیت کی اہمیت مجروح ہونے کا خوف بھی ختم ہوجائے گا بلکہ ہم خوداچھے سنبھلے ہوئے، مَدَنی قافلوں میں سفراور مَدَنی انعامات پر عمل کرنے والے، نیک سیرت اورتقویٰ وپرہیزگاری والے باصلاحیت اسلامی بھائی آگے لائیں گے، انہیں مدنی کام کا موقع دیں گے اور ان کی حوصلہ افزائی کریں گیاور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہماری دعوتِ اسلامی عروج کی بلندیوں پر اُڑنے لگے گی اور ہم ثوابِ جاریہ کاعظیم ذخیرہ پائیں گے نیز اس صورت میں نہ صرف ہمارے لئے مزید مدنی کام کرنے اورآگے بڑھنے کی راہیں کشادہ ہموار ہونگی بلکہ مدنی کام آگے بڑھانا بھی آسان ہوجائے گا کیونکہ ہمارے پاس ہروقت نعم البدل کی ایک فوج تیار ہوگی اور ویسے بھی تجربہ ہے کہ نئے آنے والے نئے جذبے اورولولے سے کام کرتے ہیں۔اوربعض تو ایسے نادر کام کرگزرتے ہیں کہ

عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔لہٰذا ماتحت اسلامی بھائیوں کی تربیت وتیاری بہت ضروری ہے۔وہ اسلامی بھائی جن پر دعوتِ اسلامی کے اہم کاموں کی ذِمّہ داریاں ہیں انہیں خصوصی طور پر اس طرف توجّہ دینی چاہئے کیونکہ ان کے ذِمے مدنی مشورے، بیانات اور ان کی تیاری، مکتوبات دیکھنے اوران کے قابلِ اطمینان جوابات دینے، مسائل کا براہِ راست حل پیش کرنے اور دیگر بشری ومعاشرتی تقاضوں وغیرہ کے ڈھیروں معاملات ہوتے ہیں۔اگر وہ یہ خیال کریں کہ یہ سارے کام وہ اکیلے بخوبی کرلیں گے تو شاید اس کو خوش فہمی ہی کا نام دیا جاسکے کیونکہ بظاہر ایسا انتہائی مشکل امر ہے تو ایسے ذمے داروں کو خوش فہمی کے دائرے سے باہر نکل کر کام تقسیم کرنے ہونگے اور اپنے بعد بھی یہ سارے کام جاری وساری رکھنے کے لئے اپنے نعم البدل بنانے ہونگے۔

مَدَنی مشورہ تقسیم کر اور نعم البدل کی خوبصورت تدبیر

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے کام باہم مشورے سے سرانجام دینے کی ترغیب ارشاد فرماتے ہوئے مسلمانوں کے مشورے سے کام کرنے کو پسندیدگی کے طور پر ذِکر فرمایا اور جس سورۃ میں ان کے مشورے کا فعل مذکور ہوا ہے اس کا نام ہی سورۃ الشوریٰ کہا گیا چُنانچہ پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۳۸ میں ارشاد فرمایا گیا،

وَامرھم شوریٰ بینھُم

ترجمۂ کنزالایمان : اوران کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔ (پ ۲۵ شورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۳۸)

مشورے کرنے کی اہمیّت اس بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اللہ عزّ وجل نے اپنے محبوبِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا،

ترجمۂ کنزالایمان : اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔ (پ ۴ شورۃ اٰلِ عمران آیت نمبر ۱۵۹)

اس آیت کی تفسیر میں خزائن العرفان میں ہے کہ اس میں ان کی دلداری بھی ہے اور عزت افزائی بھی اور یہ فائدہ بھی کہ مشورہ سنّت ہوجائے گا اور آئندہ اُمت اس سے نفع اُٹھاتی رہے گی۔

حضرتِ سیّدُنا حسنِ بصری اور ضحاک رحمہم اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے کا حکم اس وجہ سے نہیں دیا کہ اللہ عزّ وجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مشورہ کی حاجت ہے بلکہ اس لئے کہ انہیں مشورے کی فضیلت کا علم دے اور آپ کے بعد آپ کی امت مشورہ کرنے میں آپ کی اقتداء اور اتباع کرے۔

(تفسیرِ قرطبی الجزء الرابع ص ۱۹۲ دارالفکر بیروت)

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے امام ابنِ عدی اور امام بیہقی علیہما الرحمۃ کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازِل ہوئی تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ عزّ وجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشورے سے مستغنی ہیں لیکن اللہ عزّ وجل نے مشورے کو میری اُمت کے لئے رَحمت بنادیا ہے۔ (روح المعانی ج ۴ ص ۱۰۷ ط، داراحیاء التراث العربی بیروت)

مشورے کے فوائد

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور اس میں کسی مسلمان شخص سے مشورہ کرے اللہ تعالیٰ اسے دُرست کام کی ہدایت دے دیتا ہے۔ (تفسیر درمنثور ج۷ ص ۳۵۷ دار الفکر بیروت)

حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے، ''کوئی قوم جب بھی آپس میں مشورہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے ان کی افضل رائے کی طرف ہدایت دے دیتا ہے۔'' (الجامع الاحکام القرآن الجزء الرابع ص ۱۹۳ ط، دارالفکر بیروت)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاتِ ظاہری کے بعد قبیلہ بنو ثقیف (جو آخر الاسلام قبائل سے تھا) نے اِرتداد کا ارادہ کیا اور حضرتِ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا جو ان میں لائقِ اطاعت، سمجھدار شخصیت تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''عرب والوں میں سب سے آخر میں اسلام قبول کرکے سب سے پہلے مُرتَد ہونے والے نہ بنو۔'' اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس مشورے سے انہیں نفع دیا (اور وہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔) (العقد الفرید ج ۱ ص ۲۲ ط، دار الاحیاء التراث العربی)

حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے استخارہ کیا وہ نامراد نہیں ہوگا اور جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہیں ہوگا اور جس نے میانہ روی کی وہ کنگال نہیں ہوگا۔ (المعجم الاوسط للطبرانی ج ۵ ص ۷۷ رقم الحدیث ۶۶۲۷ دارالفکر بیروت)

مشورہ کرنے والا دُرُستی پاتا ہے

کہا جاتا ہے کہ جسے چار چیزیں دی گئیں اس سے چار چیزیں نہیں روکی جائیں۔ (۱) جسے شکر کرنے کی توفیق ملی اس سے مزید عطا منع نہیں کی جاتی۔ (۲) جسے توبہ کی توفیق دی گئی اس سے قبولیت نہیں روکی جاتی۔ (۳) جس نے استخارہ کیا اس سے خیر نہیں روکی جاتی۔ (۴) جس نے مشورہ کیا اس سے صواب و درستی نہیں روکی جاتی۔ (المستطرف ج ۳ ص ۲۴۸ ط، دارصادر بیروت)

خود رائی، عقل کی دشمن

کسی دانا سے پوچھا گیا کونسی چیز عقل کی زیادہ مؤیِد اور کونسی زِیادہ مُضِر ہے۔ کہا، عقل کے لئے زیادہ مفید تین چیزیں ہیں۔ (۱) علماءِ کرام سے مشورہ کرنا، (۲) امور کا تجربہ ہونا، (۳) کام میں ٹھہراؤ سلجھاؤ ہونا۔ اور زیادہ مضر بھی تین چیزیں ہیں۔ (۱) خود رائی (۲) ناتجربہ کاری (۳) جلد باری (العقد الفرید ج ۱ ص ۲۶ ط، دار الاحیاء التراث العربی)

پسند کا معاملہ

منقول ہے کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ سے استخارہ، دوستوں سے مشورہ اور اپنی عقل سے خوب غور و غرض کرنے کے بعد کوئی امر سرانجام دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا مُعامَلہ اس کی پسند کے مطابق کر دیتا ہے۔ (المستطرف ج۳ ص ۲۴۸ ط، دارصادر بیروت)

فرمانِ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ

ہمارے آقا اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امامِ اہلسنّت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں، "اُمّت کے لئے فائدۂ مشورہ یہ ہے کہ تلاحقِ اَنظار واَفکار (یعنی نظریات کے باہم ملنے) سے بارہا وہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ صاحبِ رائے کی نظر میں نہ تھی۔"

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۲۹۱ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دینی ودنیاوی امور میں مشورے کی بڑی اہمیّت وضَرورت اور نفع اندوزی وبرکت ہے۔ ایک شخص کی رائے اس کچے دھاگے کی مثل ہے جس سے کوئی وزنی چیز نہیں اُٹھائی جاسکتی مگر جب مشورے کے ذَرِیعے چند آراء مل گئیں تو اس مضبوط رسی کی طرح ہوگئیں جس سے بھاری چیزیں بھی باندھ کر اُٹھائی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ شخصِ واحد کی رائے کے مقابلے میں مشورے کے ذَرِیعے انتخاب کردہ رائے ودرستی وصواب تک پہنچنے میں زیادہ کارگر رہتی ہے اور اگر بالفرض وہ (منتخب رائے) مقصود ومطلوب تک نہ بھی پہنچائے اور نتیجے میں درستی نہ بھی حاصل ہو تو بھی مشورہ کرنے والا شرمندگی وندامت اور طعنہ زنی وملامت سے محفوظ ومامون رہتا ہے کیونکہ معاملہ سب کی رائے سے طے پایا تھا۔ یہاں ایک اَعرابی کا قول بہت دُرست واقع ہوتا ہے کہ کوئی مددگار مشورے سے بڑھ کر قوی نہیں کیونکہ مشورے کے بعد کوئی کام سرانجام دینے سے ناکامی ونقصان کی صورت میں مشورہ دینے والے مُمِدّ ومعاوِن ہو کر نقصان پورا کرنے میں ساعی ہوتے ہیں وگرنہ بغیر مشورے کے کسی کام کی انجام دہی سے ناکامی کی صورت میں بے یاری ومددگار خجلت وشرمندگی اور جگ ہنسائی کا سامنا ہوسکتا ہے۔

نیک بخت کون؟

حضرتِ سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ نے آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے رِوایت کیا ہے کہ جو بندہ مشورہ لے وہ کبھی بدبخت نہیں ہوتا اور جو بندہ خودرائے اور دوسروں کے مشوروں سے مستغنی (یعنی بے پرواہ) ہو وہ کبھی نیک بخت نہیں ہوتا۔ (الجامع الاحکام القرآن الجزء الرابع ص ۱۹۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ان اللبیب اذا تفرق امرہ ٗ   فتق الامورَ مناظر او مشاورًا

واخو الجھالۃِ یستبد برایہِ   فتراہ یعتسفُ الامور مخاطِرًا

(۱) عقل مند کا معاملہ جب متفرق ہو (کر اُلجھ) جاتا ہے تو غور وفکر اور مشورہ کرتے ہوئے اس کی جہتوں کو یقیناً واضح کرلیتا ہے۔ (۲) اور جاہل وناتجربہ کار اپنی رائے کو ترجیح دیتا ہے، پس تو دیکھتا ہے کہ وہ خطرے میں پڑتے ہوئے اپنے کام بغیر سوچے سمجھے کر گزرتا ہے۔

خود رائی کا نقصان

کہا جاتا ہے، ''جس نے اپنی رائے کو بڑا جانا بہک گیا۔'' (الجامع الاحکام القرآن الجزء الرابع ۱۹۲)

حضرتِ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''جس نے اپنی رائے کو کافی جانا وہ خطرے میں پڑ گیا۔'' (المستطرف ج ۳ ص ۲۴۵ دار صادر بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! اس سے خودرائے (یعنی اپنی رائے کو بڑا جاننے والا) عبرت حاصل کرے اور عاجزی اختیار کرتے ہوئے مشورہ کو وتیرہ بنائے کہ یہی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک خُلق اور پاکیزہ سنّت ہے۔

مشورہ کرنا سُنّت ہے

ہمارے مَدَنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ مشورے سے مستغنی تھے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ کر کے ان کی حوصلہ افزائی فرماتے اوران کے مناسب مشورے بخوشی قبول فرمالیتے جس کی روشن مثالیں غزوۂ اَحزاب (غزوۂ خندق) میں حضرتِ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی رائے پر خندق کھودکر اور غزوۂ اُحد میں میدان میں جنگ کرنا وغیرہ ہے۔

مَدَنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی وانکساری کی خوشبوؤں سے مہکتا اور مشورے کی بَرَکتیں لٹاتا ایک واقعہ مُلاحظہ ہو جو غزوۂ بدر کے موقع پر پیش آیا۔ چُنانچہ

جنگی تدبیر اور مشورہ

غزوۂ بدر میں مَدَنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے وادیٔ بدر کے پہلے کنویں پر پہنچ کر وہاں قیام فرمایا تو حضرت خباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے استِفسار کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہاں قِیام کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے اور ہم اس سے آگے یا پیچھے نہیں جاسکتے یا محض جنگی چال اور حربی نکتۂ نظر سے اِس مقام کا انتخاب فرمایا ہے؟ آقائے مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یہ محض جنگی تدبیر کے لحاظ سے میری رائے ہے۔ حضرتِ خباب رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر (میرے خیال میں) یہ جگہ قِیام کے لئے بہتر نہیں، بلکہ مناسب خیال فرمائیں تو آگے تشریف لے چلئے کہ تمام کنویں ہمارے پیچھے رہ جائیں اورایک کنویں کے سوا تمام کنویں پاٹ دیجئے اوراس ایک کنویں پر حوض بنا کر (پانی جمع کر لیجئے) ۔ پھر ہم جہاد کریں گے اور پانی پئیں گے جبکہ دشمن نہ پی سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اوران کے درمیان فیصلہ فرمادے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی رائے بہُت پسند فرمائی اوراسی پر عمل فرمالیا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی علیہ الرحمۃ ج۳ص ۳۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے مشوروں اور آراء کی خوب قدر افزائی فرماتے اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان بھی آقائے مدینہ کی اس قدر دانی وشفقت، نرمی ورحمت اور مناسب مشورہ قبول فرمانے والی مبارک خصلت کی ڈھارس سے دل کھول کو اپنی رائے کا اِظہار کرلیا کرتے چُنانچِہ حضرت سیِّدُنا خباب رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خلقِ حسن کی بَرَکتیں لُوٹتے ہوئے اپنی رائے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کردی جسے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرماکر اپنے غلام حضرتِ خباب رضی اللہ عنہ کو اتنا بڑا اعزاز عطا فرمایا کہ اپنی انتخاب فرمودہ جگہ ترک کرکے ان کی رائے پر عمل فرمالیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے معزز ومکرم اسلافِ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان بھی اپنی تمام تر صواب اندیشی وعمدہ فکری کے باوجود رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اپنے ماتحت اصحاب سے مشورہ فرمایا کرتے۔

سیِّدُنا صدِّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے مشورے

حضرتِ قاسم علیہ الرحمۃ کی رِوایت ہے کہ جب حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو کوئی ایسا امر دَرپیش ہوتا جس میں اہل فقہ ورائے کے مشورے کی ضَرورت ہوتی تو آپ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور مہاجرین وانصار کے چند اور حضرت علیہم الرضوان کو بُلاتے (اوران سے مشورہ فرماتے)۔

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مشورے

امام زہری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا عمر فارق رضی اللہ عنہ کی مبارک مجلس جوان وعمر رسید علماء سے بھری ہوتی تھی بسا اوقات ان سے مشورہ کرتے تو فرماتے، ''تم میں سے کسی کو اس کی کم عمری مشورہ دینے سے نہ روکے کیونکہ علم کا مدار کم یا زیادہ عمر پرنہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے علم سے نواز دیتا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۱۰ ص ۳۶۳ ط، دارالکتب العلمیہ بیروت)

خلیفہ کا چناؤ بھی مشاورت سے

امام وخلیفہ کا تقرر کس قدر اہم مسئلہ تھا مگر سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے بھی شوریٰ کی صواب دید پر چھوڑ دیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۵ نور محمد المطابع کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرتِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ وہ صائب الرائے شخصیت ہیں کہ جن کی رائے کی مواقفت میں قرآنِ پاک کی کم وبیش ۲۰ آیاتِ کریمہ نازل ہوئی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۲۲ ط، میر محمد کتب خانہ کراچی)

مگر آپ رضی اللہ عنہ کی شانِ تواضع کا یہ عالم ہے کہ پھر بھی اپنے اصحاب سے مشورے طلب فرمایا کرتے اور اس کی ترغیب ارشاد فرمایا کرتے اور یہی طریقہ بعد کے والیانِ خلافت وخیارِ اُمّت کا رہا۔

مشورے کی سنّت اپنائیے

مگر افسوس ایک ہم ہیں کہ ہمیں کوئی منصب یا ذِمّہ داری مل جاتی ہے تو کسی ماتحت سے مشورہ کرنا تو کجا اگر کوئی ماتحت از خود ہمیں مشورہ دینے کی جسارت کر بیٹھے تو اس کی بدتہذیب، بے ادب، گستاخ اور زَبان دراز جانتے اور اپنے عہدے کے غرور اور بدخلق وحوصلہ شکن رویے کے فتور سے اس کے دل کا شیشہ چکنا چُور کرڈالتے ہیں۔ کاش ہم عاجزی اپنا کر اپنے آقائے خوش خصال، صاحبِ شیریں مقال صلی اللہ علیہ وسلم کی مشورہ کرنے والی سنت پر بھی عمل پیرا ہوں اور وسعتِ قلبی سے اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں کی رائے لینے کا خُلق اپنائیں اوران کی مناسب رائے قبول بھی کریں۔

کسی کی رائے حقیر نہ جانئے

اردشری بن بابک کا قول ہے، ''حقیر آدمی کی طرف سے دی گئی دُرُست رائے کو حقیر نہ جان کیونکہ ''موتی'' اس کے نکالنے والے غوطہ خور کی حقارت کی وجہ سے کم قیمت نہیں جانا جاتا۔'' (المستطرف ج۳ص ۲۴۴ ط، دارصادر بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم بھی مدنی مشوروں کی یہ قیمتی موتی چننا شروع کریں گے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل محبت والفت، لحاظ ومُرُوَّت، مہارت وصلاحیت، خیر خواہی وحمایت، تقسیمِ کار کی وسعت، دوامی اجتماعِیّت اور رفعت وشوکت کی چمک دَمَک سے جگمگاتی ایسی پُر نور لڑی تیار ہوگی جو عُرُوسِ ''دعوتِ اسلامی'' کے سرِ عروج پر مُزَیَّن تاجِ عزّت سے معلّق سہرے میں خوب سجے جچے گی۔

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتھم العالیہ کی کیا بات ہے!

مُحیِ سنت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دامت برکاتھم العالیہ نے مشورے کا فیضان عام اور خودرائی کا انداز تمام کرتے ہوئے نہ صِرف خود عملی طور پر مشورے کی سنّت کو زِندہ کیا اور شفقت ونرمی، حوصلہ افزائی، یکساں توجُّہی اور احترامِ مُسلم سے بھر پور مَدَنی مشاورت کا ایسا پیارا اور دلکش انداز پیش کیا جو طنز وحوصلہ شکنی، تضحیک وتجہیل اور درشت روی و عدم توجہی سے یکسر پاک ہے بلکہ مرکزی مجلسِ شوریٰ کو اس سلسلے میں واضح احکامات عطا فرما کر (ذیلی حلقے سے لیکر مجلسِ شوریٰ تک) ہر سطح پر مشاورت کے قیام کا سلسلہ بھی جاری فرمادیا ہے جسے آپ دامت برکاتھم العالیہ کے مبارَک انداز میں ڈھالنے کی کوشش جاری ہے۔

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے مَدَنی مشورے کا انداز

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کا مدنی مشورہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ پُر بشارت **یسّروا ولا تعسّروا وبشّروا ولاتنفرُوا** یعنی آسانی پیدا کرو اور تنگی نہ دو اور خوشخبری دو اور متنفر نہ کرو" (صحیح بخاری ۱ ص ۱۶ قدیمی کتب خانہ کراچی) کی عملی تصویر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ کی مشاورت یُسر و بشارت کی سہولتوں سے مملو، تنفیر و تنکیر کی تلخیوں سے مبرّا، سرور آمیز سنجیدہ ماحول میں ہوتی ہے۔ آپ کی شفقت کی تھپک اور آپ کے مزاج کا رِفق شرکاءِ مدنی مشورہ کو اتنا حوصلہ دے دیتا ہے کہ باوجود رُعبِ ولایت کے کوئی بھی اسلامی بھائی اپنے مشورے کی پیش گزاری میں جھجک محسوس نہیں کرتا۔ کوئی کیسا ہی خفیف و نامناسب بلکہ احمقانہ مشورہ ہی دے بیٹھے آپ دامت برکاتہم العالیہ اس کو انتہائی تَحَمُّل وسعتِ ظرفی سے سنتے اور پھر بڑے پُرشفقت وحکیمانہ انداز میں اس مشورے کی کمزوریوں پر روشنی ڈال کر اِس طرح اس کا نامناسب ہونا واضح کردیتے ہیں کہ مشورہ دینے والے کی حوصلہ شکنی بھی نہیں ہوتی اور وہ اپنی غلط رائے سے رجوع بھی کرلیتا ہے۔

اس سے ان اسلامی بھائیوں کو ضرور دَرس حاصل کرنا چاہئے جو اپنے مشوروں میں غلط انداز سے دوسروں کی بات کی کاٹ کرتے اور کسی کے نامناسب مشورے پر طنز و تضحیک سے کام لیتے ہیں کہ اس سے جہاں شرکاءِ مدنی مشورہ کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے وہاں وہ خود بھی مخلص مشیروں کی وفاداریوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں بلکہ اپنے خلاف اسلامی بھائیوں کا ایک حلقہ بنالیتے ہیں۔ یقیناً یہ ہمارا حکمتِ عملی سے محروم تنگ ظرف کردار ہی ہے کہ جس کی وجہ سے ہم چند اسلامی بھائیوں کے ذمے دار ہو کر بھی انہیں اپنا بنانے میں ناکام ہیں اور امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی نرمی وشفقت، حکیمانہ اِمارت اور عمدہ مُشاوَرت کا اثر ہے کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ لاکھوں اسلامی بھائیوں کے دلوں کی دھڑکن اور روح کی راحت بنے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی اگر کامیابی چاہتے ہیں تو ہمیں امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کا حلم وحکمت بھرا انداز اختیار کرنا ہوگا، اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں کی عزّتِ نفس کا خیال رکھ کر انہیں سینے سے لگانا ہوگا، ان سے مشورہ کرنے کو اہمیّت دے کر انہیں احساسِ محرومی سے شکار ہونے سے محفوظ رکھنا ہوگا اگر بالفرض ان کے مشورے پر عمل کی صورت میں نقصان ظاہر ہو تو بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہوئے انہیں ملامت وتوبیخ کرنے سے بچنا ہوگا۔

تو نے ایسا کہا تھا!

کسی دانا کا قول ہے، "جب تیرا دوست تجھے مشورہ دے اور اس کا انجام اچھا نہ ہو تو اس بات پر اسے ملامت وعتاب نہ کرو اور اس طرح بھی نہ کہہ "تو نے ایسا کہا، تیری وجہ سے ایسا ہوا ہے، اگر تو نہ ہوتا تو ایسا نہ ہوتا" کیونکہ یہ سب زجر وملامت ہے (اور اس سے تیرا دوست شرمندہ ہوگا اور آئندہ تو اس کی بھلائی سے محروم ہوجائے گا)۔ (المستطرف ج۳ ص۲۴۷ ط، دار صابر بیروت)

مشورہ قربت کا باعث ہے

مشورہ کرنا ایسا مبارَک فعل ہے کہ اس سے وہ شخص جس سے مشورہ کیا جائے اپنی قدر و قیمت اور تکریم و اہمیّت محسوس کر کے مسرور ہوگا اور اس کی مشورہ لینے والے سے وابستگی و قربت بڑھے گی بلکہ اگر ناراض اسلامی بھائی سے مشورہ کیا جائے تو یہ مشورہ کرنا اس کا بُغض و کینہ کافور اور ناراضگی دُور کر کے دل میں لطف و محبت کا نُور پیدا کرے گا۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے آیت (وشاورھم فِی الامرِ) کے تحت اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن الجزء الرابع ص ۱۹۲ ط، دارلفکر بیروت) اور اگر ناراض اسلامی بھائی کوئی مشورہ طلب کرے تو اسے بھی اچھے انداز میں بہتر مشورہ ضرور دینا چاہئے۔ ایک مفکر کا قول ہے، "جب تجھ سے تیرا کوئی دشمن مشورہ کرے تو اسے عمدہ مشورہ دے کیونکہ مشورہ کرنے سے اس کی تیرے ساتھ دشمنی محبت میں بدل جائے گی۔

(المستطرف ج ۳ ص ۲۴۷ ط، دارصادر بیروت)

صائب الرائے کی فوقیت

ایسی پختہ فکر، وسیع النظر، ذو تجربہ اور صائب الرائے شخصیت جس کی درستی و صواب اغلب و اکثر ہو اگر بغیر مشورے کے بھی کوئی امر فرما دے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ ایسی شخصیت ہی کی آراء سے تو قومیں بنتی اور فلاح پاتی ہیں۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ظاہری کے بعد حضرتِ سیّدُ نا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے قافِلے کی روانگی کے سلسلے میں حضرتِ سیّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیگر صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے مشوروں سے قطعِ نظر کرتے ہوئے اپنی وسعتِ ذہنی اور بالغ نظری سے اسے روانہ کرنے کی اپنی رائے پر ہی ثبت اختیار فرمایا، جس کے بعد میں کثیر فوائد ظاہر ہوئے۔ (ملخصا الریاض النضرہ الجزء الاول ص ۹۸ ط، دارالمنار القاھرہ)

شعبی کہتے ہیں کہ قومِ عبس کے ایک شخص سے کسی نے پوچھا، تمہاری قوم میں درست رائے والے کتنے زیادہ ہیں؟ اس نے جواب دیا ہم ہزار آدمی ہیں اور ہم میں ایک ہی شخص حازم و تجربہ کار ہے۔ ہم سب (اپنے کاموں میں) اس سے مشورہ کر کے چلتے ہیں۔ تو گویا ہم سب کے سب تجربہ کار و دُرست رائے والے ہیں۔ (العقد الفرید ص ۶۷ ط، دارالاحیاء التراث العربی)

مشورہ دینے والا کیسا ہو؟

مشورے کے باب میں یہ بات انتہائی اہم ہے کہ مشورہ دینے والا کیسا ہے کیونکہ مشیر کا بھی کسی کام میں بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ چنانچہ، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کہ کسی نے امیرُ المؤمنین مولا مشکل کشا کرمَ اللہ وجہہ الکریم سے استفسار کیا کہ خلفاء ثلٰثہ کے زمانے میں فتوحاتِ اسلامی زیادہ ہوئیں اور آپ کے زمانے میں خانہ جنگی زیادہ رہی اس کا سبب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا، انہیں مشورہ دینے والے ہم تھے اور ہمیں مشورہ دینے والے تم ہو۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مشورہ دینے والا اپنے آپ کو ان اوصاف سے مُتَّصِف کرے جس سے اس کی رائے خام سے تام ہوجائے اور وہ مشورہ دینے میں مُفید کردار ادا کر سکے۔ چنانچہ مشورہ دینے والا معاملے کی نوعیت سے صحیح طور پر آگاہ، آدابِ مشورہ سے واقف، تہذیب و شائستگی کا پیکر، خلوص وللّٰہیّت کا حامل، غور وخوض کا عادی، سلجھا ہوا، سنجیدہ فکر اسلامی بھائی ہونا چاہیے

مشورہ دینے کے آداب میں منقول ہے، ”مشورہ دینے والا معاملے کی باریکیوں کا صحیح علم رکھنے والا، مہذب وشائستہ رائے والا کیونکہ بہت سے علم والا درست رائے کی معرفت نہیں رکھتے اور کئی ایسی ہیں جو معمولی بات میں بحث کرنے میں بھی دُرستی پر نہیں ہوتے۔“ (ایضاًص ۲۴۶)

مُشیر عاجزی و اِخلاص والا ہو

مشیر (یعنی مشورہ دینے والے) کے لئے ضَروری ہے کہ وہ عاجزی واخلاص والا ہو۔ اس کا مقصد اپنی رائے کی برتری ثابت کرنا نہیں بلکہ معاملے کی بہتری ہونا چاہیے۔ لہٰذا اگر ذِمّہ دار اس کی رائے کے علاوہ کسی اور بات میں بہتری سمجھتے ہوئے اسے اِختیار کرے تو اس میں دل میں کچھ بھی رنج پیدا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اسے اپنا یہی ذِہن بنائے رکھنا چاہیے کہ میرا مشورہ ناقص ہے اگر کام میں آجائے تو میرے لئے ثواب ہے اور اگر کسی اور رائے پر عمل ہو تو اللہ تعالیٰ اس میں ہی بہتری فرمادے۔ لہٰذا جب بھی مشورہ دیں وسعتِ نظری وقلبی کے ساتھ دیں۔ الحمدللہ عزوجل امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ نے ہمیں یہ ذِہن دیا ہے کہ جب بھی مشورہ دیں تو یہ کہہ کر دیں کہ، ”یہ میرا ناقص مشورہ ہے۔“ جب ہم خود اپنے مشورے کو واقعی ناقص جانیں گے تو قبول نہ ہونے پر رنج نہیں ہوگا اور نفس وشیطان بھی کوئی وار نہ کرسکیں گے اور اگر قبول نہ ہونے پر ناراضی کا اِظہار کر بیٹھے تو اس کا مطلب یہ ہوکہ ہمارا زَبان سے اپنے مشورے کو ناقص کہنا عاجزی نہیں رِیاکاری تھا۔ اس لئے مشورہ دینے والے کو پہلے ہی سے اپنا یہ ذِہن بنالینا چاہیے کہ میرا مشورہ ناقص ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ نہ مانا جائے۔ وگرنہ مشورہ مسترد ہونے کی صورت میں شیطان اپنا کام کردکھاتا اور عزتِ نفس دانا کا مسئلہ بنواکر آپس میں اختلافات پیدا کروادیتا ہے۔ نیز مشورہ دینے والا یہ بات بھی ذِہن میں رکھے کہ مشورہ لینے والے کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کی رائے سے اتفاق نہ کرے۔

مشورہ یا حُکم؟

حضرتِ بَــرِیْرَہ رضی اللہ عنہا باندی تھیں۔ان کے آقا نے ان کا نکاح حضرتِ مُغِیث رضی اللہ عنہ سے کروادیا اور کچھ عرصے کے بعد انہیں آزاد کردیا۔آزاد ہونے کے بعد حضرتِ بریرہ رضی اللہ عنہا کو یہ حق حاصل ہوگیا کہ وہ چاہیں تو اپنے شوہر کے ساتھ رہیں یا علیحدگی اختیار فرمالیں۔چنانچہ حضرتِ بریرہ رضی اللہ عنہ نے علیحدگی کا ارادہ فرمایا،حضرتِ مغیث رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ سے بہت محبت فرماتے تھے اور علیحدگی نہ چاہتے تھے۔صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرتِ بریرہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا،بہتر ہے کہ تم اس سے رجوع کرلو۔وہ عرض گزار ہوئیں،یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ مجھے یہ حکم دیتے ہیں؟فرمایا،میں سفارش کرتا ہوں،عرض کی مجھے اس (رجوع) کی حاجت نہیں۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۲۸۳ ج۳ ص ۴۸۹ دارالکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی کے قربان!کس قدر پیارا دَرس عطا فرمایا کہ کوئی کیسا ہی ذہین وفطین اور کتنی ہی اہم شخصیت ہو اگر کوئی اس کا مشورہ قبول نہ کرے تو اس سے رنجیدہ خاطر ہو کر اس پر غضب ناک نہ ہوجائے اور اس مشورہ نہ ماننے والے کے بارے میں دل میں بُغض نہ رکھ لے بلکہ اس طرف توجہ رکھے کہ جسے میں مشورہ دے رہا ہوں اُس پر لازم کب ہے کہ وہ میرے مشورے پر عمل بھی کرے اور ایک ماتحت کے لئے تو نگران و ذِمّے دار کے بارے میں اس سے بڑھ کر آداب قابلِ لحاظ ہیں۔

مُشیر امین اور رازداد ہو

مشیرے لئے امانت دار اور صاحبِ راز ہونا بھی بہت ضروری ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ نبیوں کے سرور، رسولوں کے افسر،محبوبِ ربِّ داور عزّوجل وصلی اللہ علیہ وسلم قیدی تقسیم فرمارہے تھے۔جب دو غلام (یعنی قیدی) باقی رہ گئے تو ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ (حصولِ غلام کی غرض سے) حاضر ہوئے۔رسولِ مختار،باذنِ پروردگار عزّوجل وصلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''ان دونوں میں سے جو چاہو اختیار کرلو'' ان صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی،یارسول اللہ عزّوجل وصلی اللہ علیہ وسلم!بلکہ آپ انتخاب فرمادیں۔پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ اپنا ایک دستِ اقدس دوسرے مبارک ہاتھ پر مارتے ہوئے فرمایا، ''المستشار اَمِیْن ، المستشارُ اَمِیْن'' یعنی جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے،جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔ (اس ارشاد کے بعد فرمایا) لے، (ان دونوں غلاموں میں سے) یہ لے لے،کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ج۱۰ ص ۳۶۲ ط، دارالکتب العلمیہ بیروت)

سیدُنا امام بخاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ علیہ السلام کے بعد خلفاء وائمہ مباح کاموں میں امین لوگوں اور علماء سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ (الجامع الاحکامِ القرآن الجزء الرابع ص ۱۹۳ ط، دارالفکر بیروت)

سیّدُنا سفیان ثَوری علیہ رحمۃ فرماتے ہیں، ''متقی، امانت دار اور خوفِ خدا عزّ وجل رکھنے والے شخص سے مشورہ کرنا چاہئے۔'' (ایضاً)

بعض علماء فرماتے ہیں، ''کسی تجربہ کار شخص سے مشورہ لینا چاہئے کیونکہ وہ تم کو اسی رائے دے گا جو اسے تو گراں دستیاب ہوئی مگر تجھے مفت میں مل جائے گی۔ (ایضاً)

لہٰذا مشورہ اس کے اہل سے کرنا ضروری ہے۔ بیماری میں پولیس اور عمارت کی تعمیر میں طبیب سے مشورہ نہیں لیا جائے گا۔ اسی طرح کہا گیا ہے کہ مُندرجہ ذیل سے مشورہ نہ کیا جائے۔

(۱) جاہل (۲) دشمن (۳) رِیاکار (۴) بزدل (۵) بخیل (۶) خواہشات کا پیرو۔

کیونکہ رائے دینے میں جاہل گمراہ کرے گا، دشمن ہلاکت چاہے گا، رِیاکار لوگوں کی خوشنودی کو پیشِ نظر رکھے گا، بُزدل کم ہمتی کا مظاہرہ کرے گا، بخیل کی رائے حرص مال سے خالی نہ ہوگی اور خواہشات کی پیروی کرنے والا اپنی خواہشات کا غلام ہوتا ہے سو اسی کی رائے اس کی خواہش کے تابع ہوگی۔ (المستطرف ص ۲۴۸ ط، دارِ صادر)

لالچی اور خوشامدی سے بھی مشورہ نہیں کرنا چاہئے کہ ہمیشہ اپنا فائدہ سوچے گا اور اجتماعی مفادات سے کچھ غرض نہ رکھے گا۔

لہٰذا مشورہ دینے والے کو چاہئے کہ مذکورہ بالا صفاتِ مذمومہ سے خود کو بچائے اور اپنے اندر ایسی اعلیٰ صفات اور ایسی کُڑھن اور اِخلاص پیدا کرے کہ اس کے مشورے مدنی کاموں میں زِیادہ بہتری لانے کے لئے مُفید و سود مند ثابت ہوسکیں۔ لہٰذا تمام نگران اسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ مرکزی مجلسِ شوریٰ کی طرف سے عطا کردہ **''مدنی مشورہ کے ۱۹ مدنی پھول''** کے مطابق اپنے مشورے کریں اور باہمی مشاورت ہی سے معاملات کو طے کریں تاکہ مشوروں کی بَرَکت سے تقسیم کاری کے ساتھ ساتھ نعم البدل اسلامی بھائی ملنا شروع ہوجائیں۔

ذمہ داران کے لئے ۱۹ مدنی پھول

مرکزی مجلسِ شوریٰ، ملکی انتظامی کابینہ، ہر سطح کی مجلس مشاورت، ڈویژن اور تحصیل اور علاقائی نگران صاحبان (ذمہ دار اسلامی بہنیں بھی ضرورتاً ترمیم کرکے) ''مدنی مشورہ'' میں تلاوت و نعت کے بعد ہر بار پڑھ کر سنا دیں کاش! یہ مدنی پھول ہر ذِمہ دار کے کانوں میں ہر ماہ دوہرائے جاتے رہیں۔ مقولہ ہے **مَا تَکَرَّرَ تَقَرَّرَ** یعنی ''جو بات بار بار دوہرائی جاتی ہے وہ دِل میں قرار پکڑ لیتی ہے۔''

۱۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت امامِ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن پر مضبوطی سے قائم رہیں، علمائے اہلسنّت کا اَدب کریں۔

۲۔ ''تم سے تمہارے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا'' (مجمع الزوائد ج۵ ص۲۰۷ دارالفکر بیروت) ہر تنظیمی ذمہ دار سے بھی بروزِ قیامت ایک ایک ماتحت کے بارے میں بازپُرس ہوگی، حاکم نہیں خادِم بن کر ہی رہیں اور اپنے دِل

کو عاجزی کا خوگر بنائیں۔

۳۔ آپ کا منصب کر کے دکھانا نہیں، فقط کوشش کئے جانا ہے۔ کامیابی دینے والی ذات ربّ کائنات کی ہے۔

۴۔ ہر تنظیمی کام کے آغاز میں (دل ہی میں سہی) دُعا کی عادت بنائیں، نظر ''اسباب'' پر نہیں خالقِ اسباب پر رکھیں۔

۵۔ گمبھیر مسئلہ آپڑے تو صلوٰۃ الحاجت، صلوٰۃ الاسرار یا ختمِ غوثیہ وغیرہ کا اہتمام فرمائیں، گڑگڑا کر دعا مانگیں۔

۶۔ ایسوں کو ڈھونڈتے رہیں جو پہلے آتے تھے مگر اب نہیں آتے۔ ہفتے میں کم از کم ایک بچھڑے ہوئے اسلامی بھائی کو دوبارہ مدنی ماحول سے ضَرور وابستہ کریں۔ (یہاں وہ مُراد نہیں جن پر تنظیمی پابندی لگی ہو۔)

۷۔ ملنساری ''اِنفرادی کوشش'' کی رُوح ہے۔

۸۔ انتہائی نرمی کے ساتھ گھر میں بھی مدنی ماحول بنائیں، اگر آپ کی سُنی جاتی ہے تو دیور و جیٹھ اور بھابھی کے پردے کو یقینی بنائیں۔ گھر کی بے احتیاطیاں باہَر آنے سے دعوتِ اسلامی کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

۹۔ یہ شکایات عام ہیں کہ، ''اسلامی بھائی اطاعت وتعاون نہیں کرتے، الگ گروپ بنالیا ہے'' وغیرہ۔ اس کی بنیادی وجہ اکثر ذِمہ دار کی بے احتیاطیاں بھی ہوتی ہیں مثلاً جو ''ذِمہ دار'' غصیلا، باتونی، ایک یا چند سے گہری دوستی رکھنے والا، رُوٹھے ہوؤں کو منانے کے بجائے ان کی کاٹ کرنے والا، تو تکار، اب تب اور بازاری لہجے والا اور نرمی سے محروم ہوگا تو اس کے علاقے میں شکایات ختم ہونے کے بجائے بڑھتی چلی جائیں گی۔

۱۰۔ معمولی بے احتیاطی بھی کبھی بہت بڑے نقصان کا باعث بنتی ہے۔ اگر آپ واقعی مدنی کام کرنا چاہتے ہیں تو جب تک شریعت حکم نہ دے ہرگز کسی سُنّی کو اپنا مخالف نہ بنائیں۔

۱۱۔ آپ کی ایک ایک حَرکت کو لوگ بغور دیکھتے ہوں گے لہٰذا کوئی ایسا کام نہ کریں کہ دعوتِ اسلامی پر اُنگلی اُٹھے۔

۱۲۔ ایک طرف کی سن کر کوئی رائے قائم نہ کریں، نہ فیصلہ سنائیں، فریقین کی الگ الگ سنیں اور عفو و درگزر کے فضائل بیان کر کے نرمی پر آمادہ کریں پھر دونوں کو اکٹھا کر صلح کروا دیں۔

۱۳۔ زَبان کی بے احتیاطی مدنی ماحول کیلئے غالباً سب سے زِیادہ نقصان دِہ ہے۔ لہٰذا ڈانٹ ڈپٹ اور مسخرہ پن کیلئے خود پر پابندی لگائیں، گفتگو کے اشارے سیکھ لیں اور ضرورتاً اس طرح کی تقسیم کرلیں مثلاً والِدَین سے نیز فون پر زَبان سے بات کروں گا۔ جو چھوٹا بھائی ماحول میں ہے اس سے اور فُلاں فُلاں اسلامی بھائی سے حتَّی الِامکان اشارے سے اور لکھ کر کام چلاؤں گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل آہستہ آہستہ آپ سنجیدہ اور کم گو ہو جائیں گے۔ پھر دیکھئے مدنی ماحول میں حُسنِ اخلاق کے کیسے مدنی پھول کھلتے ہیں۔ اس کیلئے مہینے میں کم از کم ایک بار رِسالہ ''قُفلِ مدینہ'' اجتماعی یا انفرادی طور پر پڑھنا اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل مفید رہے گا۔

۱۴۔ ہر مہینے مدنی قافلے میں سفر اور مدنی انعامات کا ہر ماہ فارم جمع کروانے میں ذِمہ داران کوتاہی کر کے اسلامی بھائیوں کی تنقید یا حوصلہ شکنی اور دعوتِ اسلامی کی ترقی میں رُکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔

۱۵۔ غَلَطی کرنے والے کی براہِ راست اصلاح کریں اور مسائل کا تنظیمی ترکیب سے حل نکالیں۔ جب تک شرعاً واجب نہ ہوجائے اس وقت تک کسی کی غَلَطی کو دوسرے کے آگے بیان کر کے بدگمانیوں ، غیبتوں، چُغلیوں اور ایک دوسرے کے عُیوب اُچھالنے کا بازار گرم کر کے اپنی آخِرت اور دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کے نقصان کا سبب نہ بنیں۔

۱۶۔ جو چندہ جس مدیعنی عنوان کے تحت لیا اسی میں خرچ کرنا واجب ہے مثلاً مسجد کے نام پر لیا ہوا چندہ مدرسہ اور دیگر کاموں پر خرچ کر دیا تو تاوان (یعنی جتنا خرچ کیا وہ پلّے سے) ادا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا جس سے چندہ لیں اس سے کہیں ''یہ رقم ہمیں ہر نیک کام میں خرچ کرنے کی اِجازت دے دیجئے۔'' مستحق کو زکوٰۃ وفطرہ کا مالک بنانا شرط ہے۔ بلا حیلۂ شرعی مسجد یا مدرسہ کی تعمیر و مدرسین کی تنخواہ اور دیگر نیک کاموں میں استعمال نہیں کرسکتے۔

۱۷۔ جس اسلامی بھائی سے زکوٰۃ وفطرہ کا حیلہ کیا اس کو مالک بنادینا ضروری ہے اگر دیتے وقت کہا ''واپس لوٹادینا'' تو حیلہ دُرُست نہ ہوگا۔ وہ بھی عطیہ دیتے وقت کُلّی اختیارات دے اگر مثلاً اس نے دیتے وقت کہا، ''یہ رقم فیضانِ مدینہ کی تعمیر میں لگائیں'' تو اب کسی اور کام میں خرچ کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔

۱۸۔ مسجد یا مدرسہ یا کسی بھی سماجی ادارہ کی اسٹیشنری ، فون اور بجلی وغیرہ کا ذاتی استعمال حتّٰی کہ موبائل وغیرہ بھی چارج نہیں کرسکتے ہاں عرف کے مطابق جو بتی روشن ہے اس سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

۱۹۔ خدّام مسجد و مدرسہ ضرورت سے زائد بتی ، پنکھا نہ چلائیں اور وقت پورا ہوتے ہی فوراً بند کر دیں۔ بلا اجازتِ شرعی تاخیر کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ ہر ایک کو ان باتوں کا اپنے گھر میں بھی خیال رکھنا چاہئے۔

آخر میں اپنی نیّت کی اصلاح کے ساتھ تین بار یہ پڑھیں اور سارے دوہرائیں، ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' (اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل) اپنی اِصلاح کی کوشش کیلئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کیلئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہے۔ ان دونوں کاموں کا عادی بننے کیلئے مجھے اپنی ذات پر یہ سات مدنی اصول نافذ کرنے ہیں۔ (۱) ہر نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنی ہے اور اس کیلئے کم ازکم ایک کو دعوت دیکر اپنے ساتھ مسجد میں لے جانا ہے۔ (۲) روزانہ کم ازکم دو گھنٹے مدنی کاموں میں صَرف کرنے ہیں۔ (۳) ہر ہفتے تعطیل کے دن علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت میں اوّل تا آخِرت شرکت کرنی ہے۔ (۴) ہفتہ وار اجتماع میں پابندی کے ساتھ شروع سے خَتم تک حاضری دینی ہے۔

(۵) روزانہ مدنی انعامات کا کارڈ پُر کرنا اور ہر ماہ ذِمہ دار کو جمع کروانا ہے۔ (۶) زِندگی میں یکمشت ۱۲ ماہ، ہر ۱۲ ماہ میں ۳۰ دِن اور عمر بھر ہر ماہ تین دن کے لئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہے۔ (۷) انفرادی کوشش کے ذَرِیعے اسلامی بھائیوں کو مدنی ماحول میں لانا ہے۔ میں بھی ان اصولوں پر عمل کی نیّت کرتا ہوں اور آپ بھی نیّت فرمالیں زور سے کہیے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل۔

مدنی مشورے کو مؤثر بنانے والے مدنی پھول

الف۔ مدنی مشورے سے قبل مُندرجہ ذیل اُمور کو پیشِ نظر رکھئے۔

۱۔ سابقہ مدنی مشورے کے نکات کا مطالعہ کیجئے اور اس بات کا یقین کرلیجئے کہ جو مدنی کام آپ کے سپُرد کئے گئے تھے وہ انجام پاچکے ہیں۔

۲۔ سابقہ مدنی مشورے کے جن نکات کی تفصیل درکار ہو اسے اگلے مدنی مشورے سے قبل ہی اپنے نگران سے حاصل کرلیجئے تا کہ آئندہ مدنی مشورہ مفید ثابت ہوسکے اور جن اُمور پر سوالات قائم ہوتے ہوں انہیں بھی پہلے ہی تحریر کرلیجئے۔

۳۔ اِس بات پر بھی غور فرمالیجئے کہ آئندہ مدنی مشورے میں کن کن اُمور پر کس طرح گفتگو کرنی ہے۔

۴۔ مدنی مشورے سے پیشتر یا فوراً بعد کوئی اہم کام پہلے سے طے نہ کیجئے۔

۵۔ مدنی مشورے کے دَوران کسی اہم فون یا مُعاملے کی وجہ سے توجّہ کے منتشر ہونے سے بچنے کیلئے پہلے سے کسی نعم البدل کا انتظام فرمالیجئے۔

۶۔ مدنی مشورے میں پہنچنے کا دُرست وقت اگر 10:00 بجے ہے تو آپ پورے دس بجے ہی نہ پہنچے بلکہ ہوسکے تو پچیس چھبیس مِنَٹ ورنہ کم از کم پانچ دس مِنَٹ قبل تشریف لائیے تا کہ آپ اپنا اضطراب دُور کرسکیں اور خود کو مدنی مشورے کے ماحول میں ڈھال سکیں۔

۷۔ آئندہ مدنی مشورے کیلئے آپ کے نکات مکمل تیار ہوں اور اس معاملے میں آپ کا ذِہن اپنا موٴقف سمجھانے کیلئے بالکل صاف ہو اور دعوتِ اسلامی کے اجتماعی فوائد پر آپ کی نظر ہو۔

۸۔ مدنی مشورے کے دَوران یہ بات ذِہن نشین رکھئے کہ میرا مشورہ یا تجویز ناقص ہے اور ممکن ہے کہ رَد ہوجائے۔ نیز ایسی صورت میں ہرگز ''انا'' کا مسئلہ نہ بننے دیجئے، البتہ اپنا موٴقف اس قدر مدلّل اور ٹھوس انداز میں مگر نرم گفتگو کے ساتھ پیش کیجئے کہ لوگوں کے دِل ماننے پر مجبور ہوجائیں۔

۹۔ اپنے نکات کے سلسلے میں ضروری کوائف مع متعلقہ لوازمات لازمی ساتھ رکھئے۔

۱۰۔ اگر کسی وجہ سے غیر حاضری ہو تو اِس کی پیشگی اطلاع فرما دیجئے اور اگر نگران کی اجازت ہو تو متبادل کو مکمل تیاری کے ساتھ بھیج دیجئے۔

ب۔ مدنی مشورے کے دَوران مُندرجہ ذیل اُمور کو مدنظر رکھئے۔

۱۔ نکات اور دیگر گفتگو کو تحریر کرنے کیلئے ضروری اسٹیشنری جیسے ڈائری، قلم وغیرہ ساتھ رکھیے۔

۲۔ اپنے نکات واضح انداز اور مختصر گفتگو میں پیش کیجئے، لمبی چوڑی بحث سے اجتناب کیجئے۔

۳۔ اگر کوئی رائے دینا چاہیں یا کوئی بات ذہن میں ہو اور اس کا اِظہار کرنا چاہیں تو مناسب وقت پر کر دیجئے مگر اس میں صاف گوئی اور دیانت داری کو پیشِ نظر رکھیئے اور شرکاء کی دل آزاری سے خود کو بچا کر رکھیئے۔

۴۔ خود بھی طے شدہ نکات پر ہی گفتگو کیجئے اور تمام شرکاء کو بھی اس کا پابند کیجئے۔ خَلْطِ مَبْحَث (یعنی موضوع سے ہٹ کر غیر متعلقہ گفتگو) سے مدنی مشورے کو بچائے رکھئے۔

۵۔ اگر کوئی بات آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو اِس کی وضاحت ضرور حاصل کیجئے کسی صورت میں بھی ابہام باقی نہ رہنے دیجئے۔

۶۔ یاد رکھئے! مدنی مشورے اجتماعی نکات، دعوتِ اسلامی کی ترقی، اہم اُمور پر فیصلوں اور مسائل کے بہتر حل کیلئے کئے جاتے ہیں لہٰذا جسمانی حاضری کے ساتھ ساتھ ذہنی لحاظ سے بھی مکمل طور پر حاضر رہیں تا کہ آپ اپنی صلاحیتوں کو بھرپور استعمال کر سکیں۔

۷۔ شرکاءِ مدنی مشورہ کے حفظِ مراتب اور عزتِ نفس کا خیال رکھتے ہوئے سب کے خیالات و آراء سننے کا حوصلہ رکھئے اور نہیں شاملِ گفتگو کیجئے۔ اِس سے شرکاء کے حوصلے بڑھتے اور اعتماد بحال رہتا ہے۔

۸۔ اُن معاملات سے خود کو بچایئے جس سے مدنی مشورے میں اختلاف اور نزاعی کیفیت پیدا ہو مثلاً طنز و تضحیک وغیرہ۔ نیز مذاق مسخری، معیار سے گری ہوئی مثالوں، قہقہوں اور ہاتھ پر ہاتھ مارنے وغیرہ سے بھی مجتنب رہئے۔

۹۔ جو مدنی کام آپ کو آئندہ کیلئے دیئے جا رہے ہیں اُنہیں وضاحت کے ساتھ اپنے پاس تحریر فرما لیجئے۔

ج۔ مدنی مشورے کے بعد یہ باتیں پیشِ نظر رکھیئے۔

۱۔ طے کئے ہوئے نکات کا بغور جائزہ کرلیجئے۔

۲۔ جو مدنی کام آپ کے سپرد ہیں انہیں بہتر انداز میں سرانجام دینے کیلئے ان کے بارے میں غور و تفکر کیجئے۔

۳۔ جن اسلامی بھائیوں تک فیصلے اور دیگر نکات پہنچانے ہیں اُن تک فوراً پہنچا دیجئے۔

۴۔ وہ باتیں کسی کے آگے بیان نہ کیجئے جن کے بارے میں ابھی فیصلہ محفوظ ہے یا جنہیں کسی کو بتانے سے روکا گیا ہے کہ یہ نکات آپ کے پاس مرکز کی امانت ہیں۔ حضرتِ سیّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجہَهُ الکریم فرماتے ہیں،

لا تفش سِرکَ الّا الیکَ فان لکلِّ نصِیحٍ نصیحاً

ترجمہ: اپنا راز اپنے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کر کیونکہ ہر راز دار کا ایک راز دار ہوتا ہے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۸۴ ط، میر محمد کتب خانہ کراچی)

۵۔ جو بات اتفاقِ رائے سے طے ہوگئی اب اس معاملے میں لب کُشائی سے خود کو بچا کر رکھیئے ورنہ آپ کا وقار مجروح ہوسکتا ہے۔

۶۔ طے شدہ معاملات کے بارے میں ایسا انداز بھی اختیار نہ کیجئے جو اجتماعی فیصلے کے تأثر کو ختم کر کے رکھ دے، اگر کسی فیصلے پر نظرِ ثانی کی ضرورت محسوس فرمائیں تو اسے آئندہ مدنی مشورے کے نکات میں لے لیجئے۔

۷۔ اتفاقِ رائے سے کئے گئے فیصلوں کے بعد اِن پر عمل درآمد آپ کی ذِمہ داری ہے۔ اگر آپ کی اختلافِ رائے درست بھی ہو تب بھی اجتماعی فیصلوں کی اپنی بَرَکت اور افادیت ہوتی ہے۔ لہٰذا کبھی بھی ''انانیت'' اور ''ذاتیت'' کو بیچ میں لانے کی کوشش کیجئے۔

د۔ نگران یا جس نے مدنی مشورہ طلب کیا اُس کی ذمہ داری۔

۱۔ مدنی مشورے میں جن معاملات اور نکات پر گفتگو ہوئی ہے ان کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کیجئے۔

۲۔ اس بات کو یقینی بنایئے کہ شرکاءِ مدنی مشورہ کو مقررہ تاریخ، دن، وقت اور مقام کی معلومات نیز اگر ضروری ہو تو نکات کی فراہمی ہوچکی ہے۔

۳۔ مدنی مشورے کا وقت پر آغاز کردیجئے۔

۴۔ مدنی مشورہ عام فہم زبان میں کیجئے۔

۵۔ شرکاء کو گفتگو میں شریک رکھیئے۔

۶۔ حکمت و شفقت سے نظم وضبط اور ماحول کی سنجیدگی کو یقینی بنایئے۔

۷۔ دُرست فیصلوں تک پہنچنے کیلئے راہیں نکالئے۔

۸۔ آمرانہ انداز سے اجتناب کیجئے اور ایسا انداز اختیار فرمایئے کہ شرکاء اسلامی بھائیوں میں اعتماد پیدا ہو اور اجنبیت وخوف کی کیفیت جاتی رہے۔ اس سے تخلیقی ذِہن کُھل کر سامنے آئیں گے۔

۹۔ آپ اپنا عندیہ قبل از وقت بیان کر کے شاید شرکاء کی رائے سے محروم ہوجائیں لہٰذا اولاً سب کو اپنا مؤقف کُھل کر بیان کرنے دیجئے ہوسکتا ہے کوئی اسلامی بھائی اتنی پیاری رائے دیدے کہ آپ اپنا عندیہ بدلنے پر مجبور ہوجائیں۔ اگر آپ نے پہلے ہی اپنا ذِہن دے دیا تو پھر اچھی رائے قبول کرنے میں بھی ''انا'' کا سامنا ہوسکتا ہے۔

۱۰۔ جو نکات لکھ لئے گئے ہیں ان کو ایک نظر دیکھ لیجئے اور اگر کوئی ضروری بات لکھنے سے رہ گئی ہو تو لکھوا لیجئے۔

۱۱۔ طے شدہ نکات پر عمل درآمد کو یقینی بنایئے۔